از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 29 نومبر 1956

محمد گوس

بنام

سٹیٹ آف آندھرا

[ایس آر داس چیف جسٹس، بھگوتی، وینکٹاراما آئیر، بی پی سنہا اور ایس کے داس، جسٹس صاحبان]

سرکاری ملازم-جوڈیشل آفیسر- نظم وضبط کے تحت کاروائی- الزامات کی تحقیقات-عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار- معطلی کا حکم- حکومت کی جانب سے حتمی احکامات زیر التوا- حکومت احکامات کے تابع حکم معطلی-ہائی کورٹ کے اختیارات- آئین ہند، آرٹیکل 311-مدراس سول سروسز (درجہ بندی، کنٹرول اور اپیل) قوائد، قوائد13، 17(e)-مدراس سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1948-آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1953، قاعدہ4(1)(a)۔

اپیل کنندہ مسولیپٹم اور امالاپورم میں ماتحت جج کے طور پر تعینات متعلقہ تاریخوں پر تھا۔ان کے خلاف رشوت ستانی اور سرکاری فرائض کی انجام دہی میں سنگین بے ضابطگیوں کے الزامات عائد کیے گئے تھے، اور ان سے مدراس عدالت عالیہ کے ایک جج نے تفتیش کی جس نے 20 اگست 1953 اور 10 نومبر 1953 کو اپنی رپورٹیں بھیجیں۔رپورٹوں کی بنیاد پر عدالت عالیہ نے 25 جنوری 1954 کو فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ کو رشوت کے الزام میں ملازمت سے برخاست کیا جائے اور بے ضابطگیوں کے الزام میں ملازمت سے ہٹا دیا جائے، اور 28 جنوری 1954 کو اسے مزید احکامات تک معطلی پر رکھا گیا۔اپیل کنندہ نے آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت اس بنیاد پر معطلی کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے عدالت عالیہ کا رخ کیا کہ (1) آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1953 کے قاعدہ 4 (1)(a) کے تحت، ایک سرکاری ملازم کے طرز عمل کی تحقیقات جس کی ماہانہ تنخواہ 150 روپے ہے اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس سے زیادہ صرف حکومت کے ذریعہ مقرر کردہ ٹریبونل کے ذریعے کیا جا سکتا تھا، اور یہ کہ چونکہ یہ قاعدہ یکم اکتوبر 1953 سے نافذ ہوا، مدراس عدالت عالیہ کا 28 جنوری 1954 کا حکم دائرہ اختیار سے باہر تھا، اور (2) کہ یہ حکم آئین ہند کے آرٹیکل 311 کے منافی تھا۔ عدالت عالیہ نے درخواست کو مسترد کر دیا اور فیصلے کے خلاف اپیل کی۔

(1) فیصلہ کیا گیا کہ 11 اپریل 1955 کو آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1953 کے قاعدے 4 میں ترمیم کے پیش نظر، عدالتی افسران کے طرز عمل کی تحقیقات کے سلسلے میں ٹریبونل کے دائرہ اختیار کو خارج کرتے ہوئے، مدراس عدالت عالیہ کا 28 جنوری 1954 کا حکم، اعتراض کے لیے کھلا نہیں تھا۔

(2) کہ حتمی احکامات کے زیر التواء معطلی کا حکم نہ تو برخاستگی کا ہے اور نہ ہی آئین کے آرٹیکل 311 کے تحت ملازمت کو ہٹانے کا۔

(3) کہ مدراس سول سروسز (درجہ بندی، کنٹرول اور اپیل) قوائد کے قاعدہ 13 کے تحت، عدالت عالیہ کے پاس ریاستی جوڈیشل سروس کے ممبروں کے خلاف قاعدہ 17 (e) کے تحت سنگین الزامات کی تحقیقات زیر التواء معطل کرنے کا اختیار تھا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 133 سال 1955۔

1954 کی تحریری درخواست نمبر 342 میں آندھرا عدالت عالیہ کے 19 نومبر 1954 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی چٹرجی، ایم ایس کے شاستری اور سردار بہادر۔

جواب دہندہ کی طرف سے پورس اے مہتا، ٹی وی آر ٹاٹاچاری اور ٹی ایم سین۔

29.1956 نومبر۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹاراما آیر جسٹس کے ذریعے دیا گیا

اپیل کنندہ کو 1935 میں مدراس صوبائی عدالتی خدمات میں ضلع منسیف کے طور پر بھرتی کیا گیا تھا۔ 1949 میں انہیں ماتحت جج کے عہدے پر ترقی دی گئی، اور 19 جون 1950 کو انہیں ضلع کرشنا کے مسولی پٹنم کے ماتحت جج کے طور پر تعینات کیا گیا۔ انہوں نے جن مقدمات کی سماعت کی ان میں 1946 کا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

او ایس نمبر 95 اور 1949 کا او ایس نمبر 24 شامل تھے، جو منسلک تھے، اور 27 جولائی 1950 کو اس میں دلائل سنے گئے، اور فیصلہ محفوظ کر لیا گیا۔ 22 اگست 1950 کو، جب فیصلہ ابھی زیر التوا تھا، لنگم سیتارام راؤ، جو دونوں مقدمات میں پانچویں مدعا علیہ تھے، نے مدراس عدالت عالیہ میں اس بنیاد پر انہیں کسی دوسری عدالت میں منتقل کرنے کے لیے درخواست دائر کی کہ اپیل کنندہ اپنے بھائی کے بذریعے فریقین سے رشوت لینے کی کوشش کر رہا تھا، اور اس درخواست پر، عدالت عالیہ نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنانے پر روک لگاتے ہوئے ایک حکم جاری کیا۔ مقدمات خود بالآخر گڈیواڈا کے ماتحت جج کی عدالت میں منتقل کر دیے گئے، اور اپیل کنندہ کو بھی 16 ستمبر 1950 کو مشرقی گوداوری ضلع کے امالاپورم کی ماتحت عدالت میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد، عدالت عالیہ نے روک کی درخواست میں بیان حلفی میں لگائے گئے الزامات کی تحقیقات شروع کی، اور موصولہ تفتیشوں اور رپورٹوں کے نتیجے میں، 2 اپریل 1953 کو اپیل کنندہ کے خلاف درج ذیل الزام وضع کیا گیا:

انہوں نے کہا کہ اگست 1950 میں یا اس وقت کے ایڈیشنل سب جج مسولی پٹنم نے اپنے بھائی محمد ریاض الدین عرف باشا کے ساتھ مل کر آپ کی عدالت کی فائل پر او ایس نمبر 24/49 اور 95/46 پر فریقین سے رشوت لینے کی سازش کی تھی اور اس سازش کے تحت وجئے واڑہ میں مذکورہ ریاض الدین نے 11-8-1950 اور 13-8-1950 کے درمیان لنگم نارائن راؤ سے رشوت لینے کی کوشش کی تھی۔ ان کے بیٹے لنگم سیتارام راؤ (مذکورہ دونوں معاملوں میں پانچویں مدعا علیہ)۔

آپ کو اس کارروائی کی وصولی کے 15 دنوں کے اندر ضروری ہے (i) اپنے دفاع کا تحریری بیان جمع کرانا اور اس بات کی وجہ بتانا کہ مذکورہ الزام کے سلسلے میں آپ کے خلاف تادیبی کارروائی کیوں نہ کی جائے،

اور (ii) یہ بتانا کہ آیا آپ چاہتے ہیں کہ زبانی تفتیش کی جائے یا صرف ذاتی طور پر سنی جائے۔

اپیل کنندہ نے 22 جون 1953 کو الزام کے جواب میں اپنا تحریری گوشوارہ دائر کیا۔

اس دوران، عدالت عالیہ کو یہ شکایات بھی موصول ہوئی تھیں کہ اپیل کنندہ نے ماتحت عدالت، امالاپورم میں اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں سنگین بے ضابطگیاں کیں، جیسے کہ اس نے مقدمات اور اپیلوں میں فیصلے دینے میں غیر معقول وقت کے لیے تاخیر کی تھی، کہ اس نے ضلعی عدالت میں جھوٹے ریٹرن دیے تھے، اور یہ کہ اپنی کوتاہی کو چھپانے کے لیے اس نے عدالت کے ریکارڈ میں تبدیلی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کی تھی تاکہ وہ ان ریٹرنوں کے مطابق ہو۔ ان بے ضابطگیوں کے حوالے سے 15 جنوری 1953 کو الزامات طے کیے گئے اور اسی معاملے سے متعلق مزید الزامات 6 مئی 1953 کو بنائے گئے، جن میں سے سب پر انہوں نے 22 جون 1953 کو اپنی وضاحت دائر کی۔

مدراس عدالت عالیہ کے ججوں میں سے ایک، جے بالکرشنا آئیر، کو ان الزامات کی تحقیقات کے لیے تعینات کیا گیا تھا، اور ایک تفصیلی تفتیش کرنے کے بعد جس میں اپیل کنندہ سمیت کئی گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی تھی، انہوں نے 20 اکتوبر 1953 کو ایک رپورٹ بھیجی کہ بدعنوانی کا الزام لگایا گیا تھا، اور انہوں نے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا:

"اس لیے میں اس الزام کو ثابت پایا۔ جناب گھوس کو کون سی سزا دی جانی چاہیے اس کا فیصلہ اس سلسلے میں ان کی سماعت کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے، لیکن، اس مرحلے پر، میں یہ خیال رکھنا چاہتا ہوں کہ انہیں ملازمت سے برخاست کر دیا جائے۔"

بے ضابطگیوں وغیرہ کے الزامات کے حوالے سے، جسٹس بالکرشنا آئیر نے 10 نومبر 1953 کو اپنی رپورٹ پیش کی، جس میں انہوں نے یہ بھی پایا کہ تمام الزامات کافی حد تک ثابت ہوئے تھے، اور انہوں نے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا:

"نتیجے میں، میں جناب گھوس کو پہلے سے بتائے گئے حد تک بنائے گئے الزامات کا مجرم پاتا ہوں۔

جناب گھوس کے خلاف ایک اور الزام کے سلسلے میں، جس کی میں نے تفتیش کی تھی، میں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ انہیں ملازمت سے برخاست کر دیا جانا چاہیے۔ اس کے پیش نظر ان الزامات کے سلسلے میں سزا کے لیے مزید سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ مشاہدات، چاہے جو بھی ہوں، ترتیب سے باہر نہیں ہو سکتے۔ ایک عدالتی افسر جو خصوصی یا توسیع پذیر حالات کی عدم موجودگی میں فیصلوں میں تاخیر کرتا ہے، اپنی نااہلی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ لیکن ایک عدالتی افسر جو منظم طریقے سے جھوٹے ریٹرن بھیجتا ہے وہ اخلاقی انحطاط کا مجرم ہے۔ اگر اس کے علاوہ وہ اپنے دفتر کے اراکین کو عدالت کے ریکارڈ میں جھوٹی اندراجات کرنے کی ہدایت دیتا ہے تو وہ اس سے بھی زیادہ قابل مذمت طرز عمل کا مجرم ہو گا۔ ایسے افراد کو شاید ہی کوئی خدمت میں رکھنا چاہے گا۔"

ان رپورٹوں پر 25 جنوری 1954 کو مدراس عدالت عالیہ کے ججوں کے اجلاس میں غور کیا گیا، اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ "دو شماروں کے حوالے سے افسر کو دی جانے والی مناسب سزا (1) رشوت،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ملازمت سے برخاستگی کے پہلے الزام کے حوالے سے اور (2) مختلف جرائم کے دوسرے الزام کے حوالے سے، جیسے کہ فیصلوں میں تاخیر وغیرہ، ملازمت سے ہٹانا ہے۔" پھر انہوں نے 28 جنوری 1954 کو ایک حکم جاری کیا، جس میں اپیل کنندہ کو اگلے احکامات تک معطلی پر رکھا گیا، اور 30 جنوری 1954 کو اس سے آگاہ کیا گیا۔

28 اپریل، 1954 کو درخواست گزار نے مدراس ہائی کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک عرضی دائر کی، جس میں 28 جنوری، 1954 کے معطلی کے حکم کو اس بنیاد پر رد کرنے کی درخواست دائر کی گئی کہ آندھرا سول سروس (ڈسپلنری پروسیڈنگ ٹریبونلز) قوائد، 1953 کے تحت، جسے آندھرا حکومت نے 22 اکتوبر کو شائع کیا تھا، یکم اکتوبر 1953 سے 150 روپے اور اس سے زیادہ ماہانہ تنخواہ پر سرکاری ملازمین کے طرز عمل کی جانچ صرف ایک ٹریبونل کے ذریعے کی جا سکتی ہے، جسے حکومت اس کے حوالے کر سکتی ہے، اور اس کے بعد یکم اکتوبر 1953 کے بعد مدراس ہائی کورٹ کی کارروائی، جس کا اختتام 28 جنوری کو معطلی کے حکم پر ہوا۔ 1954 کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا، اور دوسری بات یہ کہ زیر بحث حکم کالعدم تھا، کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 311 کی خلاف ورزی تھی۔ واضح رہے کہ ریاست آندھرا یکم اکتوبر 1953 کو وجود میں آئی تھی لیکن مدراس ہائی کورٹ جولائی 1954 تک آندھرا ریاست کے دائرہ اختیار میں رہی جب اس کے لئے ایک علیحدہ ہائی کورٹ کا قیام عمل میں آیا۔ مدراس ہائی کورٹ میں زیر التوارٹ پٹیشن کو آندھرا ہائی کورٹ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

سماعت میں، اپیل کنندہ کی طرف سے جو واحد دلیل دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ یکم اکتوبر 1953 کو آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1953 کے نافذ ہونے کی وجہ سے، یہ صرف ایک ٹریبونل تھا جیسا کہ ان قواعد کے قاعدہ 4(1)(a) میں فراہم کیا گیا تھا جو الزامات کی تحقیقات کر سکتا تھا، اور یہ کہ اس کے بعد مدراس عدالت عالیہ میں کارروائی دائرہ اختیار سے باہر تھی۔ اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے، فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا کہ اگرچہ آندھرا سول سروسز قوائد کا قاعدہ 4 کچھ معاملات میں مدراس سول سروسز قوائد، 1948 کے متعلقہ قاعدے سے مختلف ہے، لیکن اختلافات غیر معقول نوعیت کے تھے، اور مدراس قوائد میں تبدیلی لانے کے کسی بھی جان بوجھ کر ارادے کے بجائے غیر ماہر مسودے کی وجہ سے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر زیر بحث قاعدے کا مقصد ماتحت عدالتی افسر کے طرز عمل کی تحقیقات کرنے کے لیے عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کو متاثر کرنا ہے، تو یہ آئین کے آرٹیکل 227 اور 235 کی خلاف ورزی ہوگی، جو ریاست کی تمام عدالتوں کا کنٹرول اور نگرانی عدالت عالیہ کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

پاس ہے۔ نتیجتاً انہوں نے درخواست مسترد کر دی۔ یہ معاملہ اب آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیل میں اس عدالت کے سامنے آتا ہے۔

ہمارے سامنے، اپیل کنندہ نے ان دونوں بنیادوں پر زور دیا جو اس نے آرٹیکل 226 کے تحت اپنی درخواست میں اٹھائی تھیں۔ اس سوال پر کہ آیا یکم اکتوبر 1953 سے آندھرا سول سروسز کے قواعد نافذ ہونے کی وجہ سے، عدالت عالیہ کے پاس اس معاملے پر آگے بڑھنے کا دائرہ اختیار ختم ہو گیا تھا، پہلے متعلقہ قواعد کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ مدراس سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1948 کا قاعدہ 4، جو اپیل کنندہ کے خلاف جانچ شروع ہونے کے وقت نافذ تھا، مندرجہ ذیل ہے:

4. " حکومت، قاعدہ 5 کی توضیعات کے تابع، ٹریبونل کا حوالہ دے سکتی ہے:-

(a) 150 روپے اور اس سے زیادہ ماہانہ تنخواہ پر کام کرنے والے سرکاری ملازمین سے متعلق معاملات ایسے سرکاری ملازمین کی جانب سے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں بدعنوانی سے متعلق معاملات سے متعلق ہیں۔

(b) بدعنوانی کے الزامات پر محکموں کے سربراہوں اور دیگر مجاز حکام کی طرف سے جاری کردہ تادیبی احکامات کے خلاف سرکاری ملازمین کی طرف سے حکومت سے تمام اپیلیں، اور

(c) کوئی دوسرا مقدمہ یا مقدمات کا زمرہ جس پر حکومت غور کرتی ہے، ٹریبونل کے ذریعے نمٹا جانا چاہیے۔

بشرطیکہ جوڈیشل ڈپارٹمنٹ میں اور سب انسپکٹر اور اس سے نیچے کے عہدے کی پولیس فورسز کے ماتحت عہدوں پر سرکاری ملازمین کے خلاف پیدا ہونے والے مقدمات ٹریبونل کو نہیں بھیجے جائیں گے۔

آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل) قوائد، 1953 میں متعلقہ قاعدہ، جو یکم اکتوبر 1953 سے نافذ ہوا، مندرجہ ذیل ہے:

4(1) " حکومت، قاعدہ 5 کے توضیعات کے تابع، درج ذیل مقدمات کو ٹریبونل کے حوالے کرے گی، یعنی:-

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

(a) ایسے سرکاری ملازمین کی جانب سے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں بدعنوانی سے متعلق معاملات کے سلسلے میں 150 روپے یا اس سے زیادہ ماہانہ تنخواہ پر سرکاری ملازمین سے متعلق معاملات اور

(b) بدعنوانی کے الزامات پر منظور کیے گئے احکامات کے خلاف حکومت کو کی جانے والی تمام اپیلیں یا درخواستیں اور ان تمام تادیبی مقدمات جن میں حکومت ایسے الزامات پر منظور کیے گئے اصل احکامات پر نظر ثانی کرنے کی تجویز کرتی ہے:

بشر طیکہ ٹریبونل سے مشورہ کرنا ضروری نہیں ہو گا:

(i) کسی بھی صورت میں جس میں ٹریبونل نے کسی بھی پچھلے مرحلے پر منظور کیے جانے والے حکم کے حوالے سے مشورہ دیا ہو اور اس کے بعد تعین کے لیے کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوا ہو، یا

(ii) جہاں حکومت اس طرح کی اپیل یا درخواست کو مسترد کرنے کے احکامات جاری کرنے کی تجویز کرتی ہے۔

(2) حکومت، قاعدہ 5 توضیعات کے تابع، ٹریبونل کو کسی دوسرے معاملے یا مقدمات کی کلاس کا بھی حوالہ دے سکتی ہے، جس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ ٹریبونل کے ذریعے نمٹا جانا چاہیے: بشر طیکہ درج ذیل مقدمات کو ٹریبونل کے حوالے نہیں کیا جائے گا یعنی۔

(i) محکمہ عدالتی میں پیدا ہونے والے مقدمات؛

(ii) سب انسپکٹر اور اس سے نیچے کے عہدے کی پولیس افواج کے ماتحت عہدوں پر کام کرنے والے سرکاری ملازمین کے خلاف مقدمات، جب تک کہ اعلی عہدوں کے افسران کے ساتھ مل کر ان کے خلاف مقدمات نہ ہوں۔

درخواست گزار کی دلیل یہ ہے کہ مدراس سول سروس رولز کے رول 4 کی شق کے تحت ماتحت عدالتی افسروں کے خلاف جانچ ٹریبونل کو نہیں بھیجی جا سکتی ہے، لیکن آندھرا سول سروس رولز کے رول 4 (1) (a) کے تحت حکومت کی طرف سے 150 روپے یا اس سے زیادہ ماہانہ تنخواہ لینے والے تمام سرکاری ملازمین کے معاملوں کو ٹریبونل کو بھیجنا لازمی ہے۔ درخواست گزار کے مطابق اس تبدیلی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یکم اکتوبر 1953 کے بعد ہائی کورٹ کی جانب سے کی گئی تحقیقات اور اس کے بعد اس کے ذریعے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جاری کیے گئے تمام احکامات خراب تھے اور انہیں یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنے کیس کو ٹریبونل کے ذریعے رول 4(1)(a) کے مطابق بھیجیں اور اس کا فیصلہ کریں۔ ہمارے سامنے کچھ دلیل موجود ہے کہ آیا آندھرا سول سروسز قوائد کے قاعدہ 4 میں اختتامی فقرہ ذیلی قوائد (1) اور (2) دونوں کے اہل ہیں یا صرف ذیلی قاعدہ (2)۔ اگرچہ، ایک طرف، اپیل کنندہ کی اس دلیل میں زور ہے کہ اس کی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے، فقرہ کو زیادہ مناسب طریقے سے استعدادی ذیلی قاعدہ (2) کے طور پر پڑھا جانا چاہیے، ہم عدالت عالیہ کے فاضل ججوں سے اتفاق کرنے کے لیے مائل ہیں کہ، مجموعی طور پر، قاعدہ مدراس سول سروسز قوائد میں طے شدہ طریقہ کار سے ہٹنے کا ارادہ نہیں ظاہر کرتا ہے۔ تاہم، یہ نقطہ تعلیمی مفاد کا ہے، کیونکہ زیر بحث قاعدہ میں بعد میں جی او نمبر 938 مورخہ 11 اپریل 1955 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، اور اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ یہ ترمیم یکم اکتوبر 1953 کو نافذ ہوئی سمجھی جائے گی۔ یہ ترمیم حسب ذیل ہے:

"مذکورہ قواعد کے قاعدہ 4 میں، ذیلی قاعدہ (2) کے بعد آنے فقرہ کو خارج کر دیا جائے گا، اور اس کے بدلے میں، درج ذیل ذیلی قاعدہ داخل کیا جائے گا، یعنی:-

(3) ذیلی قاعدہ (1) یا ذیلی قاعدہ (2) میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، درج ذیل معاملات ٹریبونل کو نہیں بھیجے جائیں گے، یعنی:

(i) محکمہ عدالتی میں پیدا ہونے والے مقدمات؛ اور

(ii) سب انسپکٹر اور اس سے نیچے کے عہدے کی پولیس افواج کے ماتحت عہدوں پر سرکاری ملازمین کے خلاف مقدمات، جب تک کہ ان کے خلاف اعلی عہدوں کے افسران کے ساتھ مل کر مقدمات نہ ہوں۔"

اس ترمیم کی وجہ سے، جو واضح طور پر پس منظر سے متعلق ہے، اعتراض کی بنیادی بنیاد جس پر اپیل کنندہ کی درخواست کی بنیاد رکھی گئی تھی، اب قابل قبول نہیں ہے۔ اس نتیجے کے پیش نظر، مدعا علیہ کی اس دلیل پر غور کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے کہ آندھرا سول سروسز قوائد کا قاعدہ 4، کسی بھی صورت میں، ان تفتیشوں پر لاگو نہیں ہو سکتا جو اس سے پہلے جائز طور پر شروع کی گئی تھیں۔

اس کے بعد اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ چونکہ وہ اختیار جس نے اسے مقرر کیا تھا وہ صوبے کا گورنر تھا، یہ صرف وہی اختیار تھا جو اسے برخاست یا ملازمت سے ہٹا سکتا تھا، اور یہ کہ عدالت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عالیہ کی طرف سے 28 جنوری 1954 کو دیا گیا معطلی کا حکم آئین کے آرٹیکل 311 کی خلاف ورزی تھا، اور اس کے نتیجے میں یہ برا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ اس دلیل کو عدالت عالیہ میں دبایا نہیں گیا ہے، اور اس کے علاوہ، بے بنیاد ہے۔ حقائق یہ ہیں کہ جسٹس بالکرشنا آئیر نے اپیل گزار کے خلاف الزامات کی تحقیقات پر اپنی رپورٹ بھیجی، اور اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اسے برخاست کیا جانا چاہیے یا ملازمت سے ہٹا دیا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ نے اس کی منظوری دی، اور 28 جنوری 1954 کو ایک حکم جاری کیا، جس میں انہیں اگلے احکامات تک معطل کر دیا گیا۔ اس کے بعد رپورٹ کارروائی کے لیے حکومت کو بھیجی گئی، اور درحقیقت، آندھرا حکومت نے اپیل کنندہ کو 12 اگست 1954 کو ایک نوٹس جاری کیا ہے، جس میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اسے برخاست یا ملازمت سے کیوں نہیں ہٹایا جانا چاہیے۔ اس طرح، آرٹیکل 311 کے تحت یہ متعلقہ اتھارٹی ہے جو اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی کرنے کی تجویز کرتی ہے، اور اس معاملے میں حتمی حکم جاری کرنا اس اتھارٹی کا کام ہے۔ عدالت عالیہ کی طرف سے 28 جنوری 1954 کو منظور کیا گیا حکم محض حکومت کے حتمی احکامات کے زیر التواء معطلی میں سے ایک ہے، اور اس طرح کا حکم نہ تو برخاستگی کا ہے اور نہ ہی آئین کے آرٹیکل 311 کے تحت ملازمت سے ہٹانے کا۔ یہ بھی دلیل دی گئی کہ عدالت عالیہ کو قواعد کے تحت حکومت کے حتمی احکامات تک عدالتی افسر کو معطل کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ لیکن مدراس سول سروسز (درجہ بندی، کنٹرول اور اپیل) قوائد کے قاعدہ 13 کے تحت، یہ مدراس میں بااختیار عدالتِ عالیہ ہے جو اس اتھارٹی کے طور پر تشکیل دی گئی ہے جو ریاستی جوڈیشل سروس کے ممبروں کے خلاف قاعدہ 17(e) کے تحت سنگین الزامات کی تحقیقات کے التوا میں معطلی عائد کر سکتی ہے۔ اس لیے زیر بحث حکم اس اصول کے تحت آتا ہے، اور مکمل طور پر اقتدار کے اندر رہے۔

آخر میں اپیل کنندہ کے لیے یہ دلیل دی گئی کہ اگرچہ عدالت عالیہ کسی عدالتی افسر کے طرز عمل کی ابتدائی تحقیقات کر سکتی ہے، لیکن اس کے پاس آخر کار اس معاملے کا فیصلہ کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، کہ جسٹس بالکرشنا آئیر کی طرف سے دیے گئے نتائج کو اپیل کنندہ کے خلاف سوال کو ختم کرنے کے لیے نہیں رکھا جانا چاہیے، اور یہ کہ حکومت ایک نئی تحقیقات کرنے اور خود فیصلہ کرنے کی پابند ہے کہ آیا الزامات اچھی طرح سے بنیاد پر تھے۔ عرضی میں یا عدالت عالیہ میں ایسا کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا تھا، اور اس لیے ہمیں اس پر غور کرنے سے انکار کرنا چاہیے۔

نتیجے میں، اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document